موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اِک پیغام ہے
(علامہ اقبالؒ)

# یکتائے زمن

## حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی رحمہ اللہ

استاذِ حدیث وفقہ ام المدارس دارالعلوم دیوبند

۱۳۷۰/۱۴۴۰=۱۹۴۹/۲۰۱۹ء

ازقلم:

مفتی محمد عامر کانپوری

استاذ جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد جاجمؤ کانپور

# یکتائے زمن

## حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ

### استاذِ حدیث وفقہ ام المدارس دارالعلوم دیوبند

### ۱۳۷۰/۱۴۴۰=۱۹۴۹/۲۰۱۹ بروز اتوار

۲۳/رجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱/مارچ ۲۰۱۹/بروز اتوار بعد نماز مغرب کو اطلاع ملی کہ دارالعلوم (وقف) کے سابق استاذ اور دارالعلوم دیوبند کے موجودہ وممتاز صاحبِ قلم ولسان، شارحِ کتبِ کثیرہ، طلبہ واساتذہ کے دل کی دھڑکن حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی دامت برکاتہم دہلی کے ہسپتال میں اپنی جان، جان آفریں کوسپرد کی، اوراپنے رب کے جوار کو اپنا مَسکن بنایا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنُوری پے روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

موت زندگی کا دوسرا نام ہے، کسی کی آمد ہے، توکسی کی رحلت، کہیں صبح عید ہے، تو کہیں غم جمیل، آج ان کی باری تھی، توکل کسی اور کی تیاری ہے، یہ آمد ورفت تو یوں ہی چلتا رہے گا؛ لیکن کچھ شخصیتوں کے چلے جانے سے جو دُکھ و درد، رنج والم اور خلا محسوس ہوتا ہے اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا، ان ہی شخصیتوں میں ایک شخصیت حضرت

الاستاذ مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی ہیں، آج جن کے چلے جانے سے ہرسو و ہرسمت اندھیرا ہی اندھیرا ہے، رنج وغم کے بادل ہرعام وخاص کے چہرے پر چھائے ہوئے ہیں، دارالعلوم کی گلی کوچے نالہ وفریاد ہیں۔

''مثالی سراپا'' کہ کون چل بسا یہاں کہ ہرآنکھ اشک بار ہے

مثالی ''سراپا'' حضرت مولانا سانولے بھرا ہوا اور صباحت کی مثال کتابی وبیضوی آمیزے کے چہرا، کھڑی ناک، بڑی بڑی آنکھیں، گھنیری بھوئیں، متوسط القامت، نحیف الجسم، گھنیری داڑھی، چال میں عالمانہ شان، نشست وبرخاست میں دین دارانہ امتیاز، حرکات وسکنات سے صالحانہ تھے۔ اپنے وقت کے ممتاز جان کار اور سب سے بڑے شارح اور اسلام کی ناطق زبانِ فیض ترجمان تھے۔

حضرت مرحوم ایک لمبے عرصہ سے ایک انتہائی مہلک مرض سرطان ( کینسر ) میں مبتلا تھے اور مسلسل زیرِ علاج تھے؛ مگر افاقہ نہ ہوسکا؛ کیوں کہ تقدیر کو منظور نہ تھا، وقت موجود آچکا تھا، بالآخر ۷۰ سال کی عمر میں موت کے فرشتہ کی دعوت پر لبیک کہہ دیا۔ علمِ دین کا یہ جیالہ، درس وتدریس کا شیدائی، افہام وتفہیم کا مالک، زبان وقلم کا بادشاہ، حق و صداقت کا پیکر اب نہ رہا، لہٰذا طلباء، اساتذہ، رفیق اور سب ہی خدام دارالعلوم کو الوداع کہہ چلا۔ ؎

فروغ شمع جو اب ہے، رہے گی رہتی دنیا تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

## دارالعلوم میں خدمات:

حضرت موصوف تدریس کے حوالے سے انتہائی کامل ومکمل، معتبر، دلوں کو جیت لینے والے شخصیت کے مالک تھے، ان کی پوری زندگی درس وتدریس میں صرف ہوئی،

دارالعلوم وقف میں کم و بیش ۱۸؍سال تدریسی خدمات انجام دیں، دارالحدیث کے مسند پر فائز رہے، پھر دارالعلوم کا رُخ کیا اور اپنی آخری سانس تک ہر چھوٹی و بڑی کتابوں کی تدریسی و تصنیفی خدمت انجام دیتے رہے، کبھی ''نورالانوار'' کبھی ''ہدایہ'' تو کبھی ''مختصر المعانی''، کبھی ''بیضاوی'' تو کبھی ''قواعد الفقہ'' پڑھاتے نظر آئے، درسِ کارواں اسی طرح مسلسل مختلف عنوان سے، مختلف اوقات میں جاری وساری رہتا، آہ! اب یہ سلسلہ بھی رُک گیا؛ کیوں کہ ہر چیز کی گردش کا ایک وقت ہے، اپنے وقت پر ہی چلتا ہے اور اپنے وقت میں ٹھہرتا ہے؛ کیوں کہ یہی قدرت کا قانون ہے، دستور ہے اور منشور ہے۔ درس میں ان کو وہ درک و گہرائی حاصل تھی کہ طلبا ان کو درس گاہ سے قبل از وقت اُٹھنا، یا گھنٹہ ناغہ کرنا متاعِ گراں مایہ کا فقدان تصور کرتے تھے، ان کا پڑھایا ہوا سبق قلب پر نقش لازوال بن جاتا تھا، اس وجہ سے ان کے ہر ہر لفظ کو طلبہ سپرد قرطاس کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے؛ کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ یہ متاعِ گراں مایہ ہمارے درمیان نہ رہے گا۔ ؎

غزالاں تم تو واقف ہو، کہو مجنوں کے مرنے کی
دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری؟

## تصانیف:

حضرت مولانا کی چھوٹی بڑی درسی کتابوں کی بے نظیر شروحات ہیں جو عام وخواص میں بالخصوص پڑھنے و پڑھانے والوں کے درمیان مقبول و مشہور ہیں۔ موصوف کی کتابوں کی افہام و تفہیم، ترکیب وتبویب، تسہیل وترتیل، اور اندازِ تحریر تھا شاید و باید کسی اور شروحات میں نظر آئے، یہ خصوصیت اللہ نے ان کے اندر بطورِ ودیعت رکھی تھی، جس کے سبب درس و تدریس کا سلسلہ ہر ایک کے لیے آسان ہوا۔ ہر پڑھنے و پڑھانے

والوں کا ثواب ان کی روح کو پہنچے گا، ان کے لیے ذخیرۂ آخرت ہوگا، درجات کی بلندی کا سبب ہوگا۔ ان کی کتابوں میں سرفہرست ہدایہ کی شرح ''اشرف الهدایہ'' ہے جو تقریباً ۱۰/جلدوں میں ہے، کافی مقبول، مشہور اور فیض بار ثابت ہوئی، عام و خواص، ہر کس و ناکس سب کے لیے اس سے فائدہ اُٹھانا آسان ہے۔ (۲) مختصرالمعانی کی شرح ''تکمیل الامانی'' جو ۳/جلدوں میں ہے یہ بھی طلبہ و اساتذہ کے درمیان کافی مقبول ہوئی۔ اسی شرح میں مختصر کی ہر مغلق و پیچیدہ عبارتوں کو آسان لفظوں میں، دلکش انداز میں، حسنِ ترتیب کے ساتھ اور واضح مفہوم کے ساتھ بیان کیا، اس قدر واضح کیا کہ مختصر کے پڑھانے والوں کے چہروں سے افسردگی اور ذہنوں سے خوشکی زائل ہوگئی۔ (۳) اُصول الشاشی کی شرح ''اجمل الحواشی'' یہ کتاب بھی طلبہ میں بری مقبول ہوئی اور غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں اُصول الشاشی کے مسائل، اُصول اور قواعد کو سہل انداز میں بیان کیا اور اعتراضات و جوابات کو محقق و مدلل انداز میں اس طرح بیان کیا کہ سارے خلجان دُور ہو گئے۔ (۴) نورالانوار کی شرح ''قوت الاخیار'' یہ کتاب دو جلدوں میں ہے، اس کتاب کا انداز و ترتیب بے مثال ہے، نورالانوار کے سارے اعتراضات و جوابات کو کافی و شافی انداز میں بیان کیا، آسان سے آسان تر مفہوم میں اس کے مسائل کو سپردِ قرطاس کیا، کسی بھی طرح کی تشنہ لبی کو باقی نہ رکھا۔ یہ کتاب بھی مدارس کے ماحول میں بری مقبول ہوئی، یہ کتاب اپنے مقاصد و مفاہیم میں یکتا ہے۔ (۵) حسامی کی شرح ''فیضِ سبحانی'' یہ شرح بھی دو جلدوں میں ہے۔ حسامی جیسی مغلق و پیچیدہ عبارتوں کو حسنِ خوبی کے ساتھ بیان کیا، چھوٹے چھوٹے مسائل کو الگ الگ کر کے واضح مثالوں کے ساتھ بیان کیا اور ساتھ ہی اس کے اُصول وضوابط کو تعریف مع مثال بیان کیا، بہرحال یہ کتاب بھی اپنی ایک مثال رکھتی ہے۔

آج مرحوم ہمارے درمیان نہیں رہے؛ لیکن ان کی یہ علمی کاوشیں رہ رہ کر تڑپاتی و

ترساتی ہیں، ان کا درسِ شیریں یادِ بہاراں بن کر آنکھوں کو اشکبار کیے ہوئے ہے، آج ان کے غم سے دل پارہ پارہ ہے، ہر سمت اُداسی چھائی ہوئی ہے، دارالعلوم کی درودیوار، خاک وزارت، طلبہ واساتذہ نالہ وفریاد ہے، آج ان کی جدائی پر دل مغموم ومجروح ہے اور قلم ساکت وحیران ہے، قدرت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں؛ لیکن بظاہر کوئی اور صاحب القلم واللسان جمیل آ پیدا نہ ہوگا۔

حیاتِ انساں ہے شمع صورت، ابھی ہے روشن ابھی فسردہ
نہ جانے کتنے چراغ یوں ہی جلا کریں گے، بجھا کریں گے